نمبر ۲

حصہ اول

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوہ رواہ البخاری

الحمد للہ والمنۃ کہ

رسالہ نافعہ قابل اعتماد و لائق استناد

یعنی

دفع الالحاد
عن
حکم الارتداد

جسمیں نہایت سلیس و عمدہ پیرایہ میں مرزائیوں کے ارتداد کا قرآن و حدیث و اقوال علماء سے ثبوت
اور قتل مرتد کا نصوص قطعیہ سے اثبات۔ اور منکرین ارتداد مرزا و مخالفین قتل مرتد کے شبہات کا ازالہ
اور انکے اعتراضات کا دندان شکن جواب امیر افغانستان کی بارۂ تعزیر و قتل مرتد تحسین و تصویب کیگئی ہے

جسکو بایمائے عالم لمعی فاضل لوذعی حضرت الاستاذ العلام المولانا الحافظ الحاج
المولوی عبد اللطیف صاحب مدظلہ صدر المدرسین مظاہر علوم سہارنپور

بندہ حقیر راجی رحمۃ الرحمٰن خاکسار ابو الغوث نور محمد خان عفا عنہ المنان سلطانپوری متعلم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے
تالیف کرکے

فاروقی پریس سہارنپور میں [illegible] الرسالہ چھپا

رسالہ ہذا کے ملنے کا پتہ :- انجمن ہدایت الرشید مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

تصدیق

از عالیجناب

امام المتقین آیۃ السالفین خاتم المحدثین زبدۃ العارفین سید المتکلمین

حضرۃ استاذ العلام المولی الہمام الماحی لرسوم الضلال والغوایۃ المجدد لمراسم الرشد والہدایۃ

الحافظ الحاج المولانا المولوی **خلیل احمد** اطال اللہ بقاءہ وادام اللہ ظلالہ۔ شارح ابی داؤد

وناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد میں نے یہ رسالہ "دفع الالحاد عن حکم الارتداد" جسکو عزیزی مولوی حافظ نور محمد خاں سلمہ سلطانپوری متعلم مدرسہ مظاہر علوم نے لکھا ہے اول سے آخر تک سنا الحمد للہ صحیح و مستند پایا اور مسئلہ قتل مرتد کو مضبوط و عمدہ پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر جماعت مرزائیہ نے اس رسالہ کو انصاف سے دیکھا اور نیز حق تعالیٰ شانہ کی توفیق نے دستگیری فرمائی تو انکے لئے یہ رسالہ انشاء اللہ تعالیٰ رہنما ہوگا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ شانہ عزیزم سلمہ کے علم و عمر میں ترقی و زیادتی عطا فرمائیں اور مخالفین کیلئے ذریعہ رہنمائی بنائیں فقط۔

خلیل احمد عفی عنہ

۲ر جمادی الاول سنہ ۱۳۴۳ھ

رب یسّر ولا تعسّر　　　　وتمّم بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد
وآلہ وصحبہ اجمعین +

برادران اسلام! جبکہ دنیا میں شر و فساد کا دریا موجزن اور بغض و عناد کی آگ شعلہ زن اور افواج
شیطانی کا ہر چہار طرف تسلط، اور کھرے کھوٹے کی پہچان اور حق و باطل کا نشان روئے زمین سے
مفقود و زائل ہوا ہے کے دغل و فساد کا سکہ تمام عالم میں رائج کہ کوئی مدعی نبوت کوئی الوہیت،
کوئی مہدویت کوئی مسیحیت اور ہر ایک اپنے اثبات دعوی میں دلائل باطلہ و تاویلات لاطائلہ بیان
کرتا ہے اور اپنی لسانی و شیریں بیانی سے حق کو باطل و باطل کو حق کر دکھاتا ہے بقول شخصے "جسکی
لاٹھی اُسکی بھینس" جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے اتباع اپنے مزعومات باطلہ و خیالات
واہیہ کا ہر چہار اطراف و اکناف عالم میں جال پھیلا رکھا ہے اور جو کوئی اُن کے ہاں میں ہاں نہ ملائے
اور اپنے کو اُن کے جال و دام تزویر میں محبوس نہ قرار دیوے اسکو کافر گردانا ہے سو ایسے پُر آشوب زمانے
میں کسی قسم کی تحریر و تقریر حقہ و صادقہ کا اظہار کرنا اپنے کو سب و شتم کا نشانہ بنانا ہے لیکن چونکہ بحکم قرآنی
و امر آسمانی امر بالمعروف و دعوۃ الی الحق ضروری اور واجب ہے۔ اس لئے میں تمام الفاظ و کلمات غیر مہذبانہ
و مودبانہ کے سننے کے لئے تیار ہوں۔

حضرات! اسوقت قابل تحریر و اظہار امر یہ ہے کہ حکومت افغانیہ نے جو نعمت اللہ قادیانی کو بجرم
احمدیت از روئے شرع شریف سنگسار کر دیا اور ہندوستان کے تقریبا تمام علماء عظام نے خصوصاً ہمارے
اکابر علماء دیوبند یعنی حضرات مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور اور دار العلوم دیوبند نے امیر صاحب ایدہ اللہ بنصرہ
کے تحسین میں ایک نمایاں حصہ لیا اور حکومت کے اس فعل کو موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و مطابق

آثار و افعال صحابہ و کتب فقہ حنفیہ قرار دیا مگر مسٹر محمد علی لاہوری اور مولانا ثناء اللہ صاحب جو واقعی اہلِ اسلام میں ایک امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ و قسامِ ازل سے آپکو ان لوگوں کے قلع و قمع و تنبیہ بلیغ کیلئے خاص حصہ عطا فرمایا ہے اور سینکڑوں مرتبہ میدانِ کارزار میں قادیانی امت سے نبرد آزمائی بھی ہوئی مگر الحمد للہ ہر جگہ شکست فاش دیکر فتحیابی کا سہرا پہنا او شیر پنجاب کے لقب سے ملقب ہوئے۔ سوء اتفاق سے بھی اس مسئلہ میں قدم پھسل گئے۔ کہ دونوں حضرات نے متفقہ طور پر رسالہ و اخبار کی صورت میں اپنے عندیہ کو اعلانیہ ظاہر کرکے اس بات کو تبلا دیا کہ واقعی حکومت کا یہ فعل قابل نفرت اور مخالف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و فقہ حنفیہ و شافعیہ ہے کہ کہیں سے قتل مرتد کا ثبوت نہیں ہے: افسوس اور واہ رے انقلاب؂۔ مولانا سے ایسی بات کا صادر ہونا خلاف شان و خالی از تعجب نہیں ہے۔ ناظرین کرام میں اس بات کو ظاہر کروں گا کہ حکومت کا یہ فعل بالکل مطابق قرآن، حدیث، و موافق کتب فقہ حنفیہ ہے مگر دو مقدمے قابل لحاظ و توجہ ہیں۔ اولاً تعریف ارتداد ثانیاً قتل مرتد کہ جن سے یہ امر خود ہی روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گا کہ واقعی سلطنت کا یہ فعل قابل تحسین و مطابق قرآن، حدیث، فقہ حنفیہ وغیرہ ہے۔ و نیز اہل انصاف سے التجا کروں گا کہ آیا مرزا و مرزائی اس کے مصداق ہیں یا نہیں۔ یہ امر ظاہر ہے کہ مجکو مرزائی امت سے کسی قسم کا بغض و عناد دنیوی نہیں تا کہ انہیں کافر و مرتد ثابت کیا جائے بلکہ محض حکم اللہ و شریعت نبوی ببانگ دہل کہتی ہے کہ مرزا و مرزائی کافر و مرتد ہیں (انشاء اللہ آیندہ معلوم ہو جائے گا) اسوجہ سے با متثال امر شریعت انکو کافر و مرتد کہا جاتا ہے۔

مقدمہ اولیٰ تعریف ارتداد از کتب فقہ حنفیہ

(۱) درمختار برحاشیہ شامی ص۲۹۱ ج ۳ میں لکھتے ہیں:-

وهو لغة الراجع مطلقا وشرعا (الراجع عن دين الاسلام وركنها اجراء كلمة الكفر على اللسان بعد الايمان۔	لغت میں مطلق پھر جانیوالے کو مرتد کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں جو دین اسلام سے پھر جاوے اور ارتداد کا رکن بعد الایمان محض کلمات کفریہ کا زبان پر جاری کرنا ہے۔

(۲) بدائع الصنائع ص۱۳۴ ج ۷ میں فرماتے ہیں:-

اما ركنها اجراء كلمة الكفر على اللسان بعد	بعد ایمان کے کلمات کفریہ کو زبان سے کہنا یہ رکن ارتداد ہے

؂ کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائے گا ۱۲

وجود الایمان اذا الردۃ عبارۃ عن الرجوع عن الایمان فالرجوع عن الایمان یسمی ردۃ فی عرف الشرع۔	کیونکہ ارتداد کے معنے ایمان سے رجوع کرنا ہے۔ اسلئے اصطلاح شرع میں رجوع عن الایمان کا نام ارتداد ہے۔

(۳) علامہ ابن نجیم رح بحر الرائق ص ۱۲۹ ج ۵ میں فرماتے ہیں :۔

المرتد فی اللغۃ الراجع مطلقا وفی الشریعۃ الراجع عن دین الاسلام۔	لغت میں مطلق پھرنے والیکا نام مرتد ہے اور اصطلاح شرع میں جو شخص دین اسلام سے پھر جاوے

(۴) فتاوی عالمگیریہ ص ۲۸۱ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔

المرتد عرفا ھو الراجع عن دین الاسلام کذا فی النھر الفائق ورکن الردۃ اجراء کلمۃ الکفر علی اللسان بعد وجود الایمان۔	جو شخص دین اسلام سے پھر جاوے وہ عرف میں مرتد ہے ایسا ہی نہر الفائق میں ہے۔ اور رکن ارتداد ایمان کے بعد کلمات کفریہ کو زبان سے کہنا ہے۔

(۵) علامہ ابن الہمام فتح القدیر ص ۳۰۶ ج ۵ میں تحریر کرتے ہیں :۔

المرتد ھو الراجع عن دین الاسلام۔	جو شخص دین اسلام سے پھر جاوے وہ مرتد ہے۔

حضرات! ان تمام تعریفات فقہاء سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ ایمان لانیکے بعد محض کلمات کفریہ کا زبان سے کہنا یہ دلیل ورکن عظیم ارتداد ہے جیساکہ صاحب بدائع وغیرہ نے فرمایا ہے اور دیگر حضرات بھی الراجع عن دین الاسلام سے تعریف باللازم فرماکر صاحب بدائع کی رائے سے متفق ہیں۔ اب جن حضرات نے تعریف ارتداد میں تکذیب اسلام یا تکذیب رسول ہی کو دخل دیا ہے وہ بتامل سرنگوں ہوکر توجہ فرمائیں کہ میں کس قدر غلطی وکجروی پر ہوں ورنہ اثبات دعوی بذمہ مدعی اور بغیر اس کے غلطی وناانصافی ہے۔

بعد ازاں میں اس امر کو روشن کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی بروئے تعریفات ارتداد فقہاء وعلماء مرتد ہوا اور اسکے اتباع بدرجہ اولی۔ ملاحظہ ہو:۔

اولاً مرزا کا ادعائے نبوت ورسالت کرنا یہ خود ہی اثبات کفر وردۃ مرزا کیلئے دلیل بین واجلی بدیہیات سے ہے کہ جس پر تفصیلی روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر شخص عوام وخواص کو یہ بات معلوم ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپکے بعد سلسلۂ انبیاء ختم ہوچکا۔

اب کسی قسم کے نبی کی ضرورت نہیں ہے اور نیز اس امر پر قرآن شریف و احادیث و اجماع و آثار صحابہ و قیاس صحیح صراحتًا دال ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و ختم الانبیاء ہیں مگر قادیانی مرزا آیات قرآنیہ و احادیث صریحہ و اجماع اُمت کے خلاف نبوت و رسالت کا آوازہ بلند کرتا ہے اور طرح طرح کے دلائل سخیفہ و تاویلات رکیکہ سے اپنی اثبات مدعا میں ایڑی و چوٹی کی قوت صرف کر دیتا ہے۔ چنانچہ میں چند اقوال و سخفوات مرزا بابتہ دعوٰی نبوت و رسالت نقل کرتا ہوں۔

اقوال مرزا بابتہ دعوٰی نبوت و رسالت

(۱) "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔" (اخبار البدر ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء)

(۲) "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں" (اخبار عام لاہور مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

(۳) "اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اسکو پکارا جاوے اگر کہو کہ اسکا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے لغت کی کسی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

صاحبو! لاہوری پارٹی جو مدعی محدثیت و مجددیت مرزا ہے اسکو چاہیئے کہ وہ مرزا کی ایسی لنترانی و چیستاں پر غور کرے اور اپنے اعتقادات فاسدہ سے رجوع کیلئے تیار ہو جاوے ورنہ مدعی سست گواہ چست کی مصداق ہے۔

بعض جگہ مرزا نہایت دبی زبان سے اقرار نبوت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "خدا نے مجھے تمام انبیائے علیہم السلام کا مظہر ٹھیرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحٰق ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۷۲)

دیکھئے مرزا قادیانی کیسا ظلی کے آڑ و پردہ میں شکار کھیلتا ہے کہ جمیع انبیائے علیہم السلام کا عین ہو گیا۔ چہ خوش۔ ع من خوب می شناسم پیران پارسا را۔ مرزا جی ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

مرزا دوسری جگہ لکھتا ہے: - کہ "سچا ہے خدا جس نے قادیان میں رسول بھیجا (دافع البلاء) اور اسی رسالہ میں ایک جگہ لکھتا ہے کہ "قادیان اس واسطے محفوظ رہیگا (یعنی طاعون سے) کہ وہ اسکے رسول کی تخت گاہ ہے اور تمام امتوں کے لئے نشان ہے" - بعض جگہ مرزا نزول وحی کی آڑ میں نبوت و رسالت کا دعوی کرتا ہے اس وجہ سے کہ جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح سے خاتم الوحی بھی ہیں اب اگر کوئی نزول وحی کا دعوی کرے گا تو بعینہٖ دعوی نبوت ہوگا۔

چنانچہ قادیانی نبی نزول وحی کا دعوی بایں الفاظ کرتا ہے ؎

آنچہ من بشنوم زوحی خدا　بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہش دانم　از خطایا ہمیں است ایمانم

لہذا مدعی نبوت بھی ہوا اور اس کے جسقدر الہامات ہیں ان میں سے شاید ہی کوئی رجماً بالغیب صحیح و درست ہوں گے۔ ورنہ سب کے سب مکذبہ و غلط سے مختلط (ملاحظہ ہو الہامات مرزا و عشرہ کاملہ وغیرہ) کہ جسکی مثال قرآن کریم سے دیتا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

دوسری تحریر مرزا۔ "یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے - اگر میں ایک دم کیلئے بھی اسمیں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جاوے - وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا وہ قطعی اور یقینی ہے - اور جیسا کہ آفتاب اور اسکی روشنی کو دیکھکر کوئی شک نہیں کرسکتا کہ آفتاب اور اسکی روشنی ہے - ایسا ہی میں اس کلام میں شک نہیں کرسکتا جو خدا کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر اور چونکہ میرے نزدیک نبی اسکو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔ اسلئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵ و ۲۶)

ناظرین یہ بالکل سفید جھوٹ ہے کہ میں نبی غیر تشریعی ہوں۔ کیونکہ بعض جگہ خود ہی اقرار کرتا ہے کہ "میں صاحب شریعت ہوں" چنانچہ لکھتا ہے: - کہ "اگر کہو کہ صاحب شریعت افترا کرکے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول یہ دعوی بے دلیل ہے خدا نے اس افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی - ماسوا اسکے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی

صاحب شریعت ہوگیا پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی مثلاً یہ الہام قل للمومنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اسمیں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئس ۲۳ برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی ابتک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جسمیں نئے کلام ہوں تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جسمیں بالاستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں بالاستیفائے احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی

(اربعین ص۶ نمبر۴)

حضرات! کیا اسکے بعد اسکو اگر کذاب، دغاباز، مکار، جعلساز کہا جاوے تو کوئی بیجا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

یہانتک مرزا قادیانی کے اقوال بابتہ دعویٰ نبوت و رسالت و نزول وحی آپ حضرات کے سامنے پیش کئے گئے کہ جس سے یہ معلوم ہوگیا کہ واقعی مرزا مدعی نبوت تھا۔ بعد ازاں یہ امر قابل دید ہے کہ شریعت نبوی اسکے متعلق کیا فیصلہ کرتی ہے اور ایسے شخص کے لئے کیا لقب تجویز فرماتی ہے۔ سو سنئے مختصراً عرض کرتا ہوں کہ قرآن کریم اسکے متعلق ناطق فیصلہ کرچکا ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و قصر نبوت کی آخری اینٹ تھے۔ آپکے بعد دروازہ نبوت بند ہوگیا اب کسی قسم کے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اس امر کے متعلق اکابر علماء کے اقوال بطور شہادت نقل کرتا ہوں:۔

(۱) علامہ قاضی عیاض شفاء ص۳۶۲ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

لانہ اخبر انہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ولا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ	کیونکہ یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپکے بعد کوئی نبی نہیں ہے

حف احمدی دوستو! اب اگر میں مرزاجی کی شان میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھوں تو کیا آپ لوگ خفا ہوں گے۔ نہیں نہیں! بلکہ شوق سے پڑھئے۔ دوستو مرزاجی عبارت مذکورہ سے خود ہی اپنی ظلیت و بروزیت کو خاک میں ملا گئے مگر آپ لوگ تو یہی کہیں گے کہ مرغے کی ایک ٹانگ۔ ۱۲ منہ ✤

انہ خاتم النبیین واجمعت الامۃ علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر هؤلاء الطوائف کلها قطعا اجماعا وسمعا	اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور اس بات پر اجماع امت ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہری معنے پر محمول ہے - اور اس کا ظاہری مفہوم بلا تاویل وتخصیص مراد ہے پس یقیناً یہ تمام جماعت اجماعاً وشرعاً کافر ہے -

(۲) علامہ ابن نجیم رح بحر الرائق صـ۱۳۰ ج ۵ میں لکھتے ہیں :-

ویکفر بقوله ان کان ما قال الانبیاء حقا او صدقا وبقوله انا رسول اللہ -	انسان اپنے اس قول سے کہ جو کچھ انبیاء علیہم السلام نے فرمایا ہے حق و صادق نہیں اور میں رسول اللہ ہوں کافر ہو جاتا ہے

(۳) الاشباہ والنظائر صـ۲۹۶ میں فرماتے ہیں :-

اذا لم یعرف ان محمدا صلے اللہ علیه وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات	جبکہ کسی شخص نے اس بات کو نہیں جانا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں تو وہ مسلمان نہیں اس وجہ سے کہ یہ ضروریات دین سے ہے

(۴) فتاوٰی عالمگیریہ صـ۲۶۳ ج ۲ میں تحریر فرماتے ہیں :-

اذا لم یعرف الرجل ان محمدا صلے اللہ علیه وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم ولو قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم یکفر -	جبکہ کسی شخص نے اس بات کو نہیں معلوم کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں تو وہ مسلمان نہیں اور اگر اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ہوں یا زبان فارسی میں یوں کہا میں پیغمبر ہوں اور مراد اسکی یہ تھی کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں تو وہ کافر ہو جاتا ہے

(۵) علامہ ملا علی القاری شرح فقہ اکبر صـ۲۰۲ میں تحریر کرتے ہیں :

ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلے اللہ علیه وسلم کفر بالاجماع -	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوی نبوت بالاجماع کفر ہے -

(۶) علامہ سید محمود آلوسی تفسیر روح المعانی صـ۶۵ ج ۷ میں فرماتے ہیں :-

وکونه صلے اللہ علیه وسلم خاتم النبیین مما نطقت به الکتب وصدعت به السنۃ واجمعت علیه الامۃ فیکفر مدعی خلافه ویقتل ان اصر	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ثابت ہے اور اسپر اجماع امت ہے کہ اسکے خلاف کا دعوے کرنیوالا کافر ہے اور اگر اسپر جما رہا تو قتل کیا جائے گا -

(۷) کتاب ملل ونحل میں امام ابن حزم لکھتے ہیں :-

فکیف یستجیز مسلمان یثبت بعدہٗ علیہ السلام نبیًا فی الارض۔	کوئی مسلمان اس امر کو کیونکر جائز رکھ سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی نبی کو زمین پر ثابت کرے

(۸) علامہ ابن حجر المکی اپنے فتاوی میں رقمطراز ہیں :-

من اعتقد وحیًا بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر باجماع المسلمین	جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نزول وحی کا اعتقاد رکھتا ہو وہ اجماعًا کافر ہے -
(۹) قال ابن عبد الحکم فی المبسوط من تنبأ قتل -	مبسوط میں ابن الحکم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعوی نبوت کرے وہ قتل کیا جائے -
(۱۰) قال ابن القاسم فی کتاب ابن حبیب ومحمد فی العتبیة فیمن تنبأ یستتاب اسرّ ذلك او اعلنه وهو كالمرتد (شفاء ص ۳۴)	ابن قاسم کتاب ابن حبیب میں ومحمد عتبیہ میں فرماتے ہیں کہ جو شخص دعوی نبوت کرے خواہ ظاہرا ہو یا باطنًا اس سے توبہ طلب کی جاوے اور اس کا حکم مرتد جیسا ہے -

تلك عشرة كاملة

صاحبو! ان تمام حوالجات مذکورہ بالا سے یہ امر معلوم ہوگیا کہ جو شخص مدعی نبوت و نزول وحی کا ہوگا وہ کافر شمار کیا جائے گا اور بر تقدیر اصرار قابل قتل ہے۔ جیسا سید صاحب وغیرہ نے بیان فرمایا ہے۔ بعد ازاں کفر و ارتداد مرزا و مرزائی میں بنا بر تعریف فقہاء کیا کسی کو شک و شبہ باقی ہے؟ ہرگز نہیں! بیشک وہ کافر و مرتد ہے۔

اب اس جگہ سے چند تحریرات مرزا درپیش کرتا ہوں کہ جنمیں مرزا قادیانی نے اعلانًا انبیائے علیہم السلام کی توہین و تذلیل کی ہے اور خود سب سے افضل بن بیٹھا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں ایسے دل آزار کلمات لکھتا ہے کہ اس کے اظہار سے بدن میں رعشہ پڑ جاتا ہے کہ جس پاک طینت نبی کے احوال قدسیہ سے قرآن و احادیث مملو ہیں ان کے متعلق ایسی بے باکانہ گستاخی کرنا مرزا ہی کی جرأت و جسارت اسکو مقتضی ہے۔ سچ ہے سو

تیر پر تیر چلاؤ تمھیں ڈر کس کا ہے　　سینہ کس کا ہے مری جان جگر کس کا ہے

ہفوات مرزا بابتہ اہانت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(۱) "آپکا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپکی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا" (ضمیمہ انجام آتھم) العیاذ باللہ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

(۲) "ایسے ناپاک خیال۔ متکبر۔ اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اسے نبی کہا جائے۔ مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا" (ضمیمہ انجام آتھم)

(۳) "اسکو تین مرتبہ شیطانی الہام ہوا۔ جسکی وجہ سے خدا سے منکر ہونیکے لئے تیار ہوگئے" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶-۷)

(۴) "حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ بائیس ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے" (ازالہ اوہام ص ۳۰۳)

(۵) "مسیح کے حالات پڑھو تو یہ شخص اس لائق نہیں ہو سکتا کہ نبی بھی ہو" (الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۲ء)

(۶) "یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بناکر اور ان میں پھونک مار کر انھیں سچ مچ کا جانور بنا دیتا تھا۔ بلکہ عمل ترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جسمیں روح اقدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا۔ اور وہ مٹی درحقیقت ایسی مٹی تھی جیسے سامری کا گوسالہ" (ازالہ اوہام ص ۳۲۳)

(۷) "مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ کے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوئی بلکہ

عہ اجی مرزا صاحب یہ لفظ حضرت کیسا بڑی توقیر و عزت افزائی آپنے فرمائی (شکریہ) جزاک اللہ سہ
جفائیں ہم پہ کیں اتنی مہربانی کی حالت میں ٭ خدا جانے اگر تم خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے۔ ۱۲ عہ کیوں مرزا جی
چونکہ باری تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ الخ (آل عمران پ ۳ ع ۵) اسی وجہ سے تو یہ اعتقاد مشرکانہ ہے۔ ناظرین کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا کا آیات قرآنیہ پر ایمان تھا۔ اور احمدی دوستو تمہارا ایمان آیات مذکورہ پر تو بدرجہ اولیٰ

یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہ پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کا عطر اُس کے سر پر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی (دافع البلاء اپریل ۱۹۰۲ء)

بعض کتابوں و تحریرات میں پنجابی نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہایت غصہ سے بایں الفاظ دھمکایا ہے (الف) ؎

’’اینک منم کہ حسب بشارات آمدم   عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بہ منبرم‘‘۔

(د) ’’ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے‘‘

حضرات! آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ ایک ایسے برگزیدہ نبی اور اُن کے معجزات کی کس قدر توہین و تذلیل کی ہے کہ ایک ادنیٰ مسلم اس بات پر تیار نہیں ہو سکتا اور کیونکہ جبکہ قرآن شریف صراحتاً آپ کے نبوت و معجزات مقدسہ کا ناطق ہے تو اس سے کس کو انحراف ہو سکتا ہے۔ چنانچہ باری تعالیٰ فرماتے ہیں:-

(۱) وآتینا عیسی بن مریم البینات وایدناہ بروح القدس الآیۃ۔

(۲) واذ قالت الملائکۃ مریم ان اللہ یبشرک الآیۃ (آل عمران پ۳ ع۱۲)

(۳) انما المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ الآیۃ (نساء پ۶ ع۲)

(۴) ما المسیح بن مریم الا رسول الآیۃ (مائدہ پ۶ ع۱۳)

ناظرین! آیات مذکورہ کا تمام قرآن شریف میں مطالعہ فرما کر مرزا کو کافر و مرتد سمجھئے۔ کیونکہ مرزا جی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے معجزات کی توہین و بے وقعتی کرنا بعینہٖ قرآن کریم کا انکار و صراحتاً تکذیب و کفر و ارتداد کی دلیل بیّن ہے۔ بایں ہمہ مرزا و مرزائی امتہ کافر و مرتد ہیں

برادران! اب چند اقوال علمائے کرام بطور نمونہ مندرجہ ذیل کئے جاتے ہیں کہ جس سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ جس نے انبیاء علیہم السلام کی توہین و تذلیل کی وہ کافر و مرتد اور قابل قتل ہو گا۔ علیٰ ہذا القیاس مرزا و معتقدان مرزا بھی کافر و مرتد ہیں۔

اقوال علماء کرام بابتہ اہانت انبیاء علیہم السلام

(۱) قاضی عیاض شفار ص۳۴۲ میں فرماتے ہیں:-

قال مالك في كتاب ابن حبيب ومحمد وقاله ابن القاسم وابن عبد الحكيم واصبغ وسحنون فيمن شتم الانبياء او واحدا منهم او تنقصه قتل ولم يستتب ومن سبهم من اهل الذمة قتل الا ان يسلم۔

ابن حبیب محمد کی کتاب میں امام مالکؒ نے فرمایا ہے اور یہی رائے ابن القاسم اور ابن عبد الحکیم اور اصبغ اور سحنون کی ہے اُس شخص کے بارے میں کہ جس نے تمام انبیائے علیہم السلام یا ان میں سے کسی ایک کو گالیاں دی ہی یا بےعزتی وتوہین کی تو وہ بلا طلب توبہ قتل کیا جاوے اور اگر ذمیوں میں سے کسی نے انبیا علیہم السلام کو گالی دی ہو تو وہ بھی قتل کیا جاوے۔ مگر جب اسلام قبول کرے تو قتل نہ کیا جائے گا۔

(۲) وقال ابو حنيفة واصحابه على اصلهم من كذب باحد من الانبياء او تنقص احدا منهم او برئ منه او شك في شي من ذلك فهو مرتد۔ (شفار ص۳۴۲)

امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحابؒ اپنے قاعدہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی نبی کی نبیوں سے تکذیب یا توہین کی یا ان سے بیزار ہوا یا اُن چیزوں میں سے کسی میں شک کیا تو وہ مرتد ہے۔

(۳) وقال بعض علمائنا اجمع العلماء على ان من دعا على نبي من الانبياء بالويل او بشيء من المكروه فانه يقتل بلا استتابة (شفار ص۳۴۲)

ہمارے بعض علمائے فرمایا ہے کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص نبیوں میں سے کسی نبی پر ویل یا کسی کلمہ مکروہ سے بد دعا کرے تو وہ بغیر طلب توبہ قتل کیا جائے۔

(۴) قاضی صاحبؒ کتاب مذکور کے ص۳۴۳ میں ایک نہایت دلچسپ واقعہ نقل فرماتے ہیں جو قابلِ دید ہے۔

وافتى فقهاء القيروان واصحاب سحنون بقتل ابراهيم الفزاري وكان شاعرا متفننا في كثير من العلوم وكان ممن يحضر مجلس القاضي ابي العباس بن طالب للمناظرة فرفعت عليه امور منكرة من هذا الباب في الاستهزاء بالله وانبيائه ونبينا عليه الصلوة والسلام

فقہائے قیروان اور اصحاب سحنون نے ابراہیم فزاری کے قتل کا فتویٰ دیا اور یہ شخص ایک زبردست شاعر اور ماہر علوم تھا۔ عموماً قاضی ابو العباس کی مجلس مناظرہ میں آتا تھا۔ اس سے چند ناجائز امور مثلاً ذاتِ باری تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمسخر کرنا ثابت ہوا۔ قاضی موصوف نے یحیی بن عمر و دیگر

فاحضر له القاضی یحیی بن عمر وغیرہ من الفقہاء وامر بقتله وصلبه فطعن بالسکین وصلب منکسا ثم انزل واحرق بالنار۔

فقہائے کرام کو اسکے لئے مدعو فرماکر اسکے قتل اور سولی کا حکم نافذ کیا چنانچہ وہ چھریوں سے زخمی کیا گیا اور سولی پر الٹا لٹکایا گیا اور پھر اتار کر آگ میں جلا دیا گیا۔

(٥) عقود الدریہ فی تنقیح فتاوی حامدیہ صـ١٧١ میں فتاوی بزازیہ سے نقل فرماتے ہیں:۔

الا اذا سب الرسول صلے اللہ علیہ وسلم او واحد من الانبیاء علیہم السلام فانه یقتل حدًا ابلا توبة له۔

مگر جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا نبیوں میں کسی نبی کو گالیاں دی تو وہ ازروی حد بغیر توبہ قتل کردیا جائے۔

اور اسی کتاب کے صفحہ مذکور میں ایک حدیث مندرج ہے جسکو قاضی صاحب نے بھی اپنی کتاب شفا صـ٣٣ میں نقل فرمائی ہے:۔

وروی عبد اللہ بن موسی بن جعفر عن ابیه عن جدہ عن محمد بن علی بن الحسین وعن حسین بن علی عن ابیه انه صلے اللہ علیه وسلم قال من سب نبیا فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاضربوہ الحدیث۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی نبی کو گالی دی تو اسکو قتل کردو اور جس نے صحابہ کو برا بھلا کہا اسکو مارو۔

(٦) قاضی عیاض شفا صـ١٣٥ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

وفی کتاب محمد اخبرنا اصحاب مالك انه قال من سب رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم اوغیرہ من النبیین من مسلم او کافر قتل ولم یستتب۔

کتاب امام محمد میں ہے کہ اصحاب مالک نے ہمکو خبر دی ہے کہ امام صاحب نے فرمایا کہ جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم یا ماسوا آپکے کسی اور نبی کو گالی دی چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر قتل کردیا جائے۔ اور توبہ نہ پیش کیجائے۔

(٧) ملا علی القاری شرح فقہ اکبر صـ١٩٥ میں فرماتے ہیں:۔

وایضا فلا خلاف بین المسلمین لو اظهر انکارا لواجبات الظاهرة والمحرمات الظاهرة

انہیں تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اگر کسی شخص نے واجبات ظاہرہ متواترہ اور محرمات ظاہرہ متواترہ کا

المتواترة فانه يستتاب فان تاب فبها والا قتل كافراً مرتداً۔	انکار کیا تو اس سے توبہ طلب کی جائے۔ اگر تائب ہوا تو بہتر ورنہ مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے۔
(۸) شفاء قاضی عیاض ص ۳۶۱ میں ہے:	
اوقال انه لم يبلغ اواستخف به اوباحد من الانبياء اوازرى عليهم اواذاهم الى آخره فهو كافر باجماع۔	یا کسی شخص نے یہ کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ احکام نہیں فرمائی یا آپکو یا نبیوں میں سے کسی نبی کو خفیف و حقیر سمجھا اور یا عیب لگایا اور یا تکلیف دی تو وہ اجماعاً کافر ہے۔
(۹) وكذلك من اعترف بالالهية والوحدانية ولكنه جحد النبوة من اصلها عموماً او نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم خصوصاً او احد من الانبياء الذين نص الله عز وجل عليهم بعد علمه بذلك فهو كافر۔ (صفحہ مذکور)	اسی طرح جو شخص الوہیت اور وحدانیت کا معترف ہو مگر نبوت کا بالکل انکار کرتا ہے یا صرف جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا کسی ایسے نبی کی نبوت کو جانتے ہوئے جسکی نبوت کی خدا تعالیٰ نے تصریح فرما دی ہے اسکا انکار کرتا ہو تو وہ کافر ہے۔
(۱۰) وكذلك من دان بالوحدانية وصحة النبوة ونبوة نبينا صلى الله عليه وسلم ولكن جوز عہ على الانبياء الكذب فيما اتوا به، فهو كافر بالاجماع (صفحہ مذکور)	ایسے ہی وہ شخص جو وحدانیت اور نبوت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا مقر ہو مگر جو کچھ انبیاء علیہم السلام لائے ہیں انمیں ان کے کذب کو جائز رکھتا ہے تو وہ بالاجماع کافر ہے۔

تلك عشرة كاملة

◆

حضرات کیا مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں نہیں دی اور جھوٹا و فریب دہ اور زنا کار

عہ ملاحظہ ہو گذشتہ صفحہ ہفوات مرزا ۲۵ کہ منکر نبوت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ کیا کسی شخص کو اسوقت بھی اس کے کفر و ارتداد میں شک ہو سکتا ہے

عہ ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا * اور یہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

عہ مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتا ہے۔ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ نعوذ باللہ من ذلک

و مکار نہیں بنایا اور کیا آپکی عظمت و عصمت پر خاک نہیں ڈالی ۔ اور ظاہراً و اعلاناً آپ کی بے عزتی و بے وقعتی نہیں کی ۔ اور کیا آپ کی نبوت و معجزات سے انکار صریح کر کے مسمریزم و شعبدہ و کھلونا نہیں قرار دیا ۔ بیشک ۔ ضرور بالضرور ایسی گستاخی حضرت عیسی علیہ السلام کی شان میں کی ہے لہذا وہ مذکورہ بالا حوالجات کی رو سے کافر و مرتد قابلِ گردن زنی و لایق صلیب نہیں تھا ۔ ضرور تھا اسیوجہ سے مرزائی امت خواہ لاہوری ہو یا قادیانی اس وعید و سزا کی بدرجہ اولی مستحق ہے بایں وجہ حکومت افغانیہ کا یہ فعل قابلِ ملامت نہیں بلکہ عین حکم شرعی ہے ۔

مقدمہ ثانیہ ۔ قرآنِ کریم سے قتلِ مرتد کا ثبوت

اب میں اس طرف آتا ہوں کہ آیا قرآن میں قتلِ مرتد کا ثبوت ہے، یا نہیں ۔ سو قرآن کریم اسکے متعلق ناطق فیصلہ کر چکا ہے کہ ان کو قتل کرنا چاہیئے ملاحظہ ہو واقعہ گوسالہ سامری کہ جب بنی اسرائیلیوں کو حضرت موسی علیہ السلام نے فرعون کے مظالم و مصائب سے رستگاری دی اور ایک مطمئن جگہ میں آٹھیرے ۔ اسوقت بنی اسرائیلیوں نے حضرت موسی علیہ السلام کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی ۔ کہ اب اگر ہمارے لئے کوئی شریعت و قانون مقرر ہو جاوے تو اسکو ہم اپنا مدار کار بناویں اسوجہ سے حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت ہارون کو ایک مدۃ معینہ کیلئے اپنا خلیفہ بنا کر کوہ طور پر تشریف لیگئے اور چالیس روز کی عبادت و مناجات کے بعد اسی جگہ آپکو توریت عطا کی گئی ۔ اور اس طرف سامری نے سونے و چاندی کے ایک بچھڑے کا قالب بنا کر اسمیں کچھ مٹی جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کی اسکے پاس تھی ڈالدی جسکی وجہ سے اسمیں جان آگئی ۔ اور کچھ بولنے لگا ۔ اور جہلائے بنی اسرائیل نے اسکی پرستش شروع کردی جب حضرت موسی علیہ السلام واپس آئے ۔ تو قوم کو مرتد پاکر نہایت غصہ سے حضرت ہارون کو ڈانٹا اور قوم کو ملامت کی اور اس بچھڑے کو جلا کر نیست و نابود کر دیا ۔ بعد ازاں ان مرتدین کے متعلق فیصلہ یزدانی نازل ہوا ۔

انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا
الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم (پ بقرہ)

ای بنی اسرائیل تم لوگوں نے گوسالہ کو اپنا معبود بنا کر اپنی جانوں
پر ظلم کیا تو اب باری تعالی کی جانب رجوع کرو یعنی

اپنے آدمیوں کو قتل کرو اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جو لوگ مرتد نہیں ہوئے تھے انہوں نے اپنے عزیز و قریب کو جو مرتد تھے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔

حضرات! فیصلۂ قرآنی سے یہ بات روشن ہوگئی کہ جو شخص مرتد ہو اور اسلام کو ترک کر دے اسکو محض بجرم ارتداد و ترک اسلام قتل کرنا چاہیئے جیسا کہ اصحاب عجل کو محض ارتداد ہی کی وجہ سے باری تعالیٰ نے قتل کا حکم فرمایا۔ اور لفظ قتل عام ہے جو ہر قسم کے قتل کو چاہے وہ لوہے سے ہو یا پتھر سے یا اور کسی چیز سے سب کو شامل ہے (انشاء اللہ آئندہ اسکی دلیل تفصیلی آویگی) لہذا جو لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ شریعت میں محض ارتداد و ترک اسلام پر قتل یا اسطرح سزا مرتب نہیں ہے وہ ذرا اس مسئلہ پر تو بعد مرۃ غور فرمائیں اگر یوں کہا جاوے کہ یہ واقعہ و حکم شریعت موسوی ہے۔ لہذا امت محمدیہ کو اس سے استدلال کرنا نا جائز ہے۔ سو اگرچہ یہ واقعہ و حکم شریعت موسوی ہے مگر چونکہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکی نفی نہیں فرمائی بلکہ تائید کی ہے اسوجہ سے یہ استدلال صحیح اور معتبر ہے۔

ثبوت قتل مرتد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

(۱) من بدل دینہ فاقتلوہ (صحیح بخاری)	جو اپنا دین بدل دے اسکو قتل کردو۔

برادران اسلام! حدیث مذکور کس وضاحت سے قتل مرتد کو ثابت کر رہی ہے کہ جسمیں بالکل تاویل و تخصیص کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بدر المحدثین عینی شرح بخاری صـ۵۵ و ۵۶ ج میں فرماتے ہیں

ھذا ایدل علی ان کل من یبدل دینہ فاقتلوہ ولا یحرق بالنار واحتج ابن الماجشون ان المرتد یقتل بلا استتابۃ	یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو اپنا دین بدل دے اسکو قتل کرو اور جلاؤ مت۔ اور ابن الماجشون اس سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرتد بلا طلب توبہ قتل کیا جاوے۔

امام ترمذی اپنی کتاب ترمذی صـ۱۸۹ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔

والعمل علی ھذا عند اھل العلم فی المرتد	اہل علم کا عملدرآمد قتل مرتد پر ہے۔

عـــہ لیکن اسپر بھی بعض لوگ باز نہ رہے (افسوس) منہ

(۳) لا یحل دم امرء مسلم یشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا باحدے ثلاث۔ النفس بالنفس والثیب الزانی والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ۔

(صحیحین)

کسی مسلمان کا خون کرنا روا نہیں ہے مگر تین وجوہ میں سے ایک وجہ سے (۱) کسی بیگناہ کا قاتل (۲) شادی شدہ زانی کہ جسے پتھراؤ کیا جائے۔ (۳) دینِ اسلام کا چھوڑنے والا اور جماعتِ مسلمین سے اعتقاداً علیحدہ رہنے والا۔

حضرات قابلِ غور یہ تیسرا جزو ہے کہ جسمیں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اسلام کو بایں صورت چھوڑ دے کہ ایک جماعت مسلمین کے اعتقاد و اقوال و افعال سے جدا ہوکر کوئی دوسرا طریقہ اور رویہ اختیار کرلے خواہ وہ جماعت کفار کیساتھ شرکت و حمایت کرے یا نہ کرے بہر صورت ایسے شخص کو قتل کرنا چاہیئے کیونکہ محض ارتداد و ترکِ اسلام موجب قتل و مبیح دمِ مسلم ہے اسی وجہ سے امام مالک رح و دیگر ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ قدریہ و خوارج و تمام اہلِ بدعت وغیرہ جو ایک جماعتِ حقہ کے اعتقادات و خیالات کے مخالف ہیں ان تمام کو قتل کردو کیونکہ یہ مفسدِ دینِ اسلام ہیں[عسہ]۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب اسکی تشریح یوں فرماتے ہیں کہ اسمیں حضور علیہ السلام نے دو لفظ فرمائے ہیں دینِ[۱] اسلام چھوڑنے والا۔ اور جماعت[۲] سے مراد اسلامی قوم سے یعنی مسلم[عسہ] قوم کو چھوڑکر کفار کی حمایت کرنیوالا جسکے صاف معنے یہ ہیں کہ ان دو جزؤں کے مجموعہ پر سزا مرتب ہے نہ کہ صرف ایک پر۔ اور اِن دو کا مجموعہ یہی ہے کہ مسلمانوں سے نکلکر کفار کی جماعت میں ملجائے"۔

آگے لکھتے ہیں:۔ "اسلئے ایسے اشخاص جو اسلام چھوڑکر کفار میں جائیں گے وہ ضرور حربی ہوں گے۔ لہذا ان کا حکم ان حربیوں کے برابر قرار دیا ورنہ محض[سطہ] ترکِ اسلام سے اپر موت یا قتل کا حکم نہیں لگایا۔ انتہی (اخبار اہلحدیث امرتسر مجریہ ۳ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ)"

مولانا کی اس انوکھی رائے سے غالباً ماسوا قادیانی اُمت کے سلف و خلف میں کوئی متفق نہوگا کیونکہ اکابر علما سلف و خلف کی رائے یہ ہے کہ جملہ ثانیہ (المفارق للجماعۃ) جملہ اولیٰ (التارک لدینہ) کی

[عسہ] ملاحظہ ہو شفا قاضی عیاض ص۳۵۵ و ص۳۵۶ و ص۳۵۷ ۱۲ منہ [عسہ] چونکہ یہ تفسیر بالرائے ہے اسوجہ سے معتبر نہیں (من ادعی فعلیہ البیان) ۱۲ [عسہ] یہ بالکل غلط و آیت قرآنیہ و حدیث صریحہ و اجماع امت کے خلاف۔ (ملاحظہ ہو واقعہ جمل وغیرہ) ۱۲ ؎

تاکید و بیان ہے نہ یہ کہ دونوں مستقل جزء ہیں بلکہ التارک لدینہ کی (المفارق للجماعت) سے بیان کیفیت باین صورت مدنظر ہے کہ ایک جماعت حقہ و طائفہ صادقہ کے اعتقادات و خیالات و اقوال و افعال کے خلاف آوازہ بلند کرنا و پروپگنڈا پھیلانا کہ جس سے عوام میں ہیجان و خلجان پڑ جاوے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے اجماع اُمت و روشِ سلف کے خلاف مدعی نبوت و منکرِ رسالت و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام ہوا باین وجہ اصحابِ مرزا و مرزا دونوں مستحق قتل سزا ہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

وتفترق امتی علی ثلث وسبعین الخ	میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔

ظاہر ہے کہ اس سے مراد افتراق اعتقادی و قولی وغیرہ ہے نہ شرکت و حمایت کفار چنانچہ صاحب لمعات برحاشیہ مشکوٰۃ ص۲۵۲ میں لکھتے ہیں:۔

التارک للجماعۃ بیان لہ۔	التارک للجماعت جملہ اولیٰ کا بیان ہے۔

اور ملا علی قاری صاحبؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۳۰ ج ۴ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

التارک للجماعۃ صفۃ مؤکدۃ للمارق ای الذی ترک جماعۃ المسلمین وخرج من جملتھم وانفرد عن امرھم بالردۃ التی ھی قطع الاسلام قولاً او فعلاً او اعتقاداً فیجب قتلہ ان لم یتب	التارک للجماعۃ مارق کی صفت مؤکدہ ہے۔ یعنی جو شخص بوجہ ارتداد کہ وہ اسلام کو ترک کرتا ہے خواہ وہ قول سے ہو یا فعل یا اعتقاد سے مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ دے اور ان کے گروہ سے نکل جاوے اور اُن لوگوں کے معاملات سے علیحدہ ہو جاوے

اگر وہ تائب نہ ہو تو اس کا قتل کرنا واجب ہے۔

اور امام نووی شرح مسلم ص۶ ج۲ حدیث مذکورہ کے ذیل میں فرماتے ہیں:۔

فھو عام فی کل مرتد عن الاسلام بای ردۃ کانت فیجب قتلہ ان لم یرجع الی الاسلام قال العلماء یتناول ایضا کل خارج عن الجماعۃ ببدعۃ او بغی او غیرھما وکذا الخوارج	یہ حکم ہر مرتد عن الاسلام کے بارے میں ہے یہ اسکی ردۃ خواہ کسی قبیل سے ہو۔ اگر وہ اسلام میں داخل نہ ہو تو اسکو قتل کرنا واجب ہے۔ اور علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص جماعتِ حقہ سے بوجہ بدعت اور بغاوت وغیرہ کے

عــه خواہ وہ حامی جماعتِ کفار ہو یا نہو ۱۲ عــه بعض روایت میں بجائے المفارق للجماعت کے التارک للجماعۃ ہے۔ لیکن دونوں سے ایک ہی معنے مراد ہیں ۱۲

خارج ہو جاوے اسکو بھی یہ حکم شامل ہے اور اسی حکم میں خوارج بھی داخل ہیں۔

صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں "یہ صفت مؤکدہ ہے مارق کی۔ یعنی جو کہ چھوڑے جماعت مسلمانوں کی۔ اور الگ ہو جاوے ان سے بسبب مرتد ہو جانے کے، وہ چھوڑ دینا اسلام کا ہے از روئے قول کے یا فعل کے یا اعتقاد کے تو واجب ہے قتل کرنا اس کا اگر توبہ نہ کرے۔

برادران! مذکورۂ بالا عبارات سے دو امر بخوبی واضح ہوگئے۔ اولاً مفارقت جماعت سے مراد کسی جماعت حقہ کے اعتقادات و اقوال و افعال کی مخالفت ہے نہ جماعت قوم کفار۔ ثانیاً المفارق للجماعت یعنی جملہ ثانیہ و التارک لدینہ جملہ اولی کے لیے تاکید و بیان ہے دونوں کے ایک معنے ہیں نہ یہ کہ دونوں مستقل جزو ہیں ہر ایک کے معنے دوسرے کے مخالف ہیں جیسا کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ لہذا مولوی صاحب مرقوم بعد غور فرما کر اپنی نادلی و اجتہادی رائے کی رجعت کا اظہار کریں۔ ورنہ (من ادعی فعلیہ البیان)

برادران مولوی صاحب اپنے اثبات دعوی میں آیۃ :-

ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم ازدادو کفرا لم یکن اللہ لیغفر لهم	جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر وہ مرتے دم تک کفر ہی میں بڑھتے گئے خدا انکو نہیں بخشے گا۔

سے نہایت عجیب و غریب استدلال فرماتے ہیں جو قابل دید ہے :-

" پس یہی عدم بخشش انکی سزا اخروی ہے قتل یا سنگسار وغیرہ کا ذکر منفی ہے لہذا سزا بھی منفی[عہ] (اخبار مذکور) "

ناظرین کرام کیا آپ حضرات مولوی صاحب کی اس انوکھی رائے سے متفق ہیں۔ نہیں نہیں، اسلئے کہ بیشک آیت مرقومہ میں قتل و سزا کا ذکر منفی ہے لیکن کیا اس سے مولوی صاحب کا مدعی روشن و ثابت ہو گیا ورنہ میں تو یہی کہوں گا ؎

گر ہمیں ملا و ہمیں مکتب
کار طفلاں تمام خواہد شد

کیونکہ یہ مسئلہ اجلی بدیہیات سے ہے کہ عدم ذکر شئی عدم شئی کو مستلزم نہیں ہے۔ سو اگرچہ آیت مرقومہ

[عہ] یہ عجیب منطق و انوکھی دلیل ہے۔ شاید آپ کے نزدیک عدم ذکر شئی و عدم شئی میں استلزام ہے ۱۲

میں قتل و سزا کا ذکر منفی ہے لیکن اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ نفس سزا قتل بھی منفی ہو۔ چونکہ عدم ذکر شئی و عدم شئی میں لزوم نہیں (مگر ممکن ہو کہ مولوی صاحب کے نزدیک اسکا لزوم مسلم و مختار ہو) اور اس لئے کہ آیت مذکورہ میں باری تعالیٰ نے اس بات کو ظاہر فرما دیا ہے کہ جیسا مرتدین دنیا میں عقوبات شدیدہ و مختلف سزا میں مبتلا رہیں گے اسی طرح اُن کو آخرت میں بھی عذاب الیم کا مزا چکھنا ہوگا اور مغفرت نہیں ہوگی۔

الحاصل آیت مسطورہ میں ذکر سزا اُخروی ہے جو موجب نفی سزا دنیوی نہیں ہو سکتی کیونکہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

ولقد قالوا کلمة الکفر وکفروا بعد اسلامهم الی آخر ما قال فان یتوبوا یك خیرا لهم وان یتولوا یعذبهم الله عذابا الیما فی الدنیا والآخرة ۔

بیشک ان لوگوں نے کلمہ کفر کہا ہے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے ہیں۔ سو اگر وہ تائب ہو جائیں تو اُن کیلئے بہتر ہے اور اگر وہ نہ مانیں گے تو اللہ تعالیٰ سزا دیگا اُن لوگوں کو دردناک عذاب کی دنیا و آخرۃ میں۔

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیے کہ اس آیت میں بھی اسی امر کا ذکر ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے گا اُسکو دنیا و آخرت میں عذاب الیم و عقوبت عظیم کا مزا چکھنا ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ دنیا میں عذاب الیم و عقوبت شدید سے مراد قتل وغیرہ ہے نہ اور کوئی شئے۔ لہذا معلوم ہوا کہ جیسا اس شخص پر دنیا میں رحمت و مغفرت نہیں کیجائے گی بلکہ قتل و سنگسار کر دیا جائے گا اسی طرح سے آخرۃ میں بھی خائب و خاسر رہیگا کہ بخشش و مغفرت نہیں ہوگی۔ اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا رہیگا۔

قتل مرتد کے متعلق حضرت عثمان خلیفۂ ثالث کا مذہب

عن ابی امامة بن سهل بن حنیف ان عثمان رض اشرف علیهم فسمعهم وهم یذکرون القتل فقال انهم یتواعدونی بالقتل فلم یقتلونی قد سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا یحل دم امرء مسلم

حضرت عثمان رض ایک مرتبہ اپنے دشمنوں کی جانب متوجہ ہوئے آپنے سنا کہ وہ لوگ قتل کا ذکر کر رہے ہیں آپنے فرمایا کہ وہ لوگ مجکو قتل سے دھمکاتے اور ڈراتے ہیں تو کس وجہ سے وہ لوگ ہمکو قتل کرینگے حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

الا فی احدی ثلث۔ (۱) رجل زنا وھو محصن فرجم۔ (۲) او رجل قتل نفسا بغیر نفس۔ (۳) او رجل ارتد بعد الاسلام فواللہ ما زنیت فی جاھلیۃ ولا فی اسلام ولا قتلت نفسا مسلمۃ ولا ارتددت منذ اسلمت۔ (ابن ماجہ وغیرہ)

کہ آپ نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں مگر ان تین باتوں میں سے ایک وجہ سے۔ (۱) شادی شدہ زانی کہ جسے رجم کیا جاوے (۲) قاتل بیگناہ (۳) جو اسلام سے پھر جائے۔ سو قسم ہے رب العزت کی کہ میں نے کبھی زنا نہیں کیا نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں اور نہ کبھی کسی بیگناہ مسلمان کو قتل کیا اور نہ اسلام کے بعد مرتد ہوا۔

اس سے بھی یہ امر روشن ہوگیا کہ جو شخص مرتد عن الاسلام ہو جاوے اسکو قتل کرنا ضروری اور واجب ہے اسی وجہ سے حضرت عثمان رضؓ جبکہ دشمنوں اور اعداء کے نرغہ میں گھرے ہوئے تھے اور مخالفین آپکے قتل پر مستعد و تیار تھے اسوقت استدلالاً مخالفین کے سامنے اس امر کو پیش کیا کہ اے مخالفو تم لوگ میرے قتل کے کیوں کوشاں ہو۔ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور آپ کا یہ فرمان ہے کہ کسی مسلمان کا خون بہانا روا و جائز نہیں ہے تاوقتیکہ اس میں ان تینوں میں سے کوئی موجود نہو۔ سو باری تعالیٰ کی قسم ہے نہ میں زانی ہوں اور نہ قاتل بیگناہ اور نہ مرتد عن الاسلام۔ تو کس وجہ سے اے مخالفو میرے قتل کے درپے ہو۔

دوستو! اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ حضرت عثمان کا بھی یہی مذہب و مسلک ہے کہ نفس ارتداد بہیچ وجہ موجب قتل ہے۔ خواہ حامی کفار ہو یا نہو۔ بہرصورت اصلی اور علت اباحۃ دم کی ارتداد ہے نہ غیرہ۔ بایں وجہ سزا قتل کا ترتب اسی پر ہوگا۔

قتل مرتد کا ثبوت خلیفہ رابع حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے

عن عکرمۃ ان علیا حرق قوما ارتدوا عن الاسلام فبلغ ذلک ابن عباس فقال لو کنت انا لقتلتہم بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوہ ولم

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک جماعت مرتدین عن الاسلام کو جلا دیا یہ خبر ابن عباس کو پہونچی انہوں نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو ان کو قتل کرتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اپنا دین تبدیل کرے اس کو

اکن لاحرقھم لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تعذبوا بعذاب اللہ فبلغ ذلک علیا فقال صدق ابن عباس

(ترمذی وغیرہ)

قتل کرو۔ اور میں ان لوگوں کو جلاتا نہیں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب یعنی آگ سے کسی کو سزا مت دو تو یہ خبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہنچی آپ نے فرمایا کہ ابن عباس رض سچ کہتے ہیں۔

حضرات یہ روایت بھی روز روشن کے مانند اس بات کو ثابت کر رہی ہے کہ اگر کوئی شخص اسلام سے مرتد ہو یا روگردانی کرے اور اس کی فتنہ پردازیاں اسقدر مستحکم و مضبوط ہو جائیں کہ جس سے امن پسندی واتفاق کی سنگین بنیادیں اکھڑ جائیں۔ اور صفحہ ہستی سے مٹ جائیں۔ سو ایسے شخص کے لئے امام و حاکم وقت کو اختیار و مجاز ہے کہ ہر ممکن طریقہ عـہ سے اسکی سرکوبی کرے۔ اسی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس قوم مرتد کو کہ جسکا فتنہ شائع و ضرر رسان تھا بجائے قتل کے تغلیظاً و تشدیداً جلا دیا۔ بنابریں حضرت علی رضی اللہ عنہ مصیب تھے نہ مخطی۔ چنانچہ علامہ عینی شرح بخاری صـ ۲۳۴ ج ۱۱ میں ایک قول نقل فرماتے ہیں:۔

قال الداؤدی احراق علی رض الزنادقة عـہ لیس بخطأ۔

علامہ داؤدی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضہ کا زنادقہ کو جلانا خطا نہیں ہے۔

قتل مرتد کا فیصلہ اجماع اُمت سے

ائمہ کرام وسلف صالحین اسپر متفق ہیں کہ مرتد کو قتل کرنا واجب و ضروری ہے۔ چنانچہ امام ترمذی نے لکھا ہے کہ تمام اہل علم کا یہی مسلک ہے کہ مرتد قتل کیا جاوے۔

ونیز علامہ عبدالوہاب شعرانی رح میزان کبرے صـ ۱۷۱ ج ۲ میں فرماتے ہیں:۔

وقد اتفق الائمة علی ان من ارتد عن الاسلام وجب قتله وعلی ان قتل الزندیق

اور تمام ائمہ اسپر متفق ہیں کہ جو شخص اسلام سے پھر جاوے یا زندیق ہو اسکا قتل واجب و ضروری ہے۔ اور

عـہ خواہ قتل سے یا احراق یا کسی اور طریقہ سے ۱۲

عـہ بعض روایات میں اگرچہ لفظ زنادقہ کا آیا ہے لیکن اس سے بھی مراد مرتدین ہیں جیسا کہ روایت مذکورہ بالا شاہد ہے۔ ونیز حافظ ابن حجر وغیرہ نے اسی قسم کی روایات بکثرت نقل کی ہیں۔ کہ جنمیں یہ تصریح ہے کہ زنادقہ مرتدین سے تھے ۱۲

واجبٌ وھو الذی یسر الکفر ویتظاھر بالاسلام۔	زندیق وہی ہے جو کفر کو پوشیدہ رکھتے ہوئے اسلام سے مظاہرہ کرے۔

قتل مرتد کا ثبوت کتب فقہ حنفیہ سے

ناظرین! اگرچہ قرآن و حدیث و تعامل صحابہ و اجماع اُمّت سے قتل مرتد پر اسقدر روشنی پڑ گئی کہ دیگر ادلہ کی ضرورت باقی نہیں رہی مگر الزاماً للخصم واظہاراً للحق چند اقوال فقہاء حنفیہ بطور شہادت نقل کئے جاتے ہیں:۔

(۱) امام ابو الحسین بن احمد رحہ قدوری ۲۷۳ھ میں فرماتے ہیں۔

واذا ارتد المسلم عن الاسلام والعیاذ باللہ عرض علیہ السلام (الی آخر ما قال) فان اسلم والا قتل۔	اور جب کوئی مسلمان اسلام سے پھرے (اللہ پناہ میں رکھے) تو اُسکے سامنے اسلام پیش کیا جاوے اگر مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ قتل کر دیا جائے۔

(۲) صاحب ہدایہ جامع صغیر کی عبارت نقل کرتے ہیں:۔

المرتد یعرض علیہ السلام حرا کان او عبداً فان ابی قتل۔	مرتد خواہ آزاد ہو یا غلام اُس کے سامنے اسلام پیش کیا جاوے اور اگر انکار کرتا ہے تو قتل کیا جائے۔

(۳) ملا علی قاری شرح فقہ اکبر صـ۳۰ میں دربارۂ قتل مرتد تحریر فرماتے ہیں:۔

فان تاب فبہا والا قتل	اگر مرتد تائب ہو گیا تو بہتر ورنہ قتل کیا جائے گا۔

و نیز امام شافعی صاحبؒ کا مذہب صفحہ مذکور میں نقل فرماتے ہیں:۔

وفی اصح قول الشافعی رحہ ان تاب فی الحال والا قتل وھو اختیار ابن المنذر۔	امام شافعی صاحبؒ کا صحیح قول دربارۂ مرتد یہ ہے کہ وہ اگر اسی وقت تائب ہو گیا تو فبہا ورنہ قتل کیا جاوے اور یہی مختار ابن المنذر ہے۔

(۴) صاحب بدائع لکھتے ہیں:۔

اما الذی یرجع الی نفسہ فانواع منہا اباحۃ دمہ اذا کان رجلاً حرا کان	جن احکام کا تعلق ذات مرتد سے ہے ان کی چند قسمیں ہیں منجملہ اُن کے اس کے خون کا مباح

اوعبدا لسقوط عصمته بالردة قال النبي صلے الله عليه وسلم اجمعت الصحابة على قتلهم (بدائع الصنائع ص۱۳۴)

ہوتا ہے۔ چاہے آزاد ہو یا غلام۔ کیونکہ ارتداد کی وجہ سے اسکی حفاظت ساقط ہوگئی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص دین کو تبدیل کرکے اسکو قتل کردو علی ہذا القیاس جبکہ عرب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہوگئے تھے تو ان کے قتل پر صحابہ کا اجماع ہوگیا تھا۔

(۵) علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ صاحب السیر کا قول شرح سیر ص۱۶۳ ج ۴ میں نقل فرماتے ہیں:-

المرتد يقتل ان لم يسلم حرا كان اوعبدا لقوله صلے الله عليه وسلم من بدل دينه فاقتلوه۔

مرتد خواہ آزاد ہو یا غلام اگر اسلام میں داخل نہیں ہوا تو قتل کیا جائے چونکہ حضور صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسکو قتل کردو۔

(۶) صاحب کنز فرماتے ہیں:-

فان اسلم والا قتل (کنز الدقائق قاسمی ص۱۹۱)

اگر مرتد اسلام قبول کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جائیگا۔

(۷) در مختار بر حاشیہ شامی ص۳۸۶ ج ۳ میں ہے:-

فان اسلم فبها والا قتل لحديث من بدل دينه فاقتلوه۔

اگر مرتد مسلمان ہوجائے تو بہت خوب ورنہ قتل کیا جائے بوجہ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو شخص اپنا دین بدل دے اسکو قتل کرو۔

(۸) فتاوی عالمگیریہ ص۲۸۲ ج ۲ میں لکھتے ہیں:-

فان اسلم والا قتل۔

اگر مرتد مسلمان ہوجائے تو خیر ورنہ قتل کردیا جائے۔

(۹) الاشباہ والنظائر ص۲۶۱ میں تحریر کرتے ہیں:-

كل مسلم ارتد فانه يقتل ان لم يتب۔

جو مسلمان کہ اسلام سے مرتد ہوگیا اگر تائب نہیں ہوا تو قتل کیا جائے۔

(۱۰) شرح وقایہ ص۳۳۹ ج ۲ میں لکھتے ہیں:-

فان تاب فیہا والا قتل ۔	اگر مرتد تائب ہوگیا تو خیر ورنہ قتل کیا جائیگا۔

تلک عشرۃ کاملہ

* * *

ناظرین کرام! مندرجہ بالا دلائل واقوال فقہاء وعلماء کے پیش کرنے کے بعد بھی کیا کسی کو اس امر میں شک ہوسکتا ہے کہ قتل مرتد قرآن وحدیث وکتب فقہ حنفیہ وغیرہ سے ثابت نہیں ہے؟ اور مرزا قادیانی بوجہ ادعائے نبوت واہانت انبیائے علیہم السلام ازروی تعریف ارتداد فقہاء کافر ومرتد ہوکر مستحق قتل نہیں تھا۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں یہی مقتضائے انصاف ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اور چونکہ مرزائی امت مرزاجی کو نبی صادق وبرحق تسلیم کرتی ہے اور اُن کے اعتقادات[عہ] باطلہ وخیالات فاسدہ سے متفق ہے اسوجہ سے یہ امت بھی اسی سزا ولقب کی مستحق ہے اسلیئے **حکومت افغانیہ** نے جو نعمت اللہ قادیانی کو **سنگسار** کیا وہ ضرور قابل تحسین ومبارکباد وعین **حکم شرعی** ہوا۔ لہذا جو لوگ مخالف اس امر کے قائل ہیں کہ قتل مرتد یا مطلق سزا قرآن وحدیث وکتب فقہ حنفیہ وغیرہ میں نہیں ہے اور نیز مرزاجی اور ان کی امت ازروے شرع کافر ومرتد نہیں ہیں وہ حضرات ذرا اپنے گریبانوں میں سرنگوں ہوکر تامل وتدبر فرمائیں اور اپنی رائے فاسد سے رجوع فرماکر اس امر کا اظہار فرمائیں کہ واقعی مرزا اور اسکی امت کافر ومرتد وقابل قتل ہے ورنہ ناواقفی وتنگ نظری کی دلیل ہے۔

دوستو! مخالف کی جانب سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اب تک نصوص قطعیہ واقوال علماء سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اگر کوئی شخص مرتد ہوجاوے تو اسکو قتل کرنا ضروری وواجب ہے نہ سنگسار وپتھراؤ کرنا۔ اور چونکہ سلطنت **افغانیہ** نے نعمت اللہ قادیانی کو بجائے قتل کے سنگسار وپتھراؤ کیا ہے اسوجہ سے یہ فعل حکومت قابل ملامت وخلاف شرع ہے۔

لیکن دوستو! یہ امر واضح رہے کہ لفظ قتل ایک مفہوم کلی ہے جسمیں معنی اہلاک ماخوذ ہے بایں وجہ اس کا انحصار تلوار سے قتل کرنے میں نہیں ہوگا بلکہ ہر طرح کے قتل کو خواہ پتھر سے ہو یا تلوار سے

عہ ملاحظہ ہو کتاب عقائد مرزا وعشرہ کاملہ وغیرہ ۱۲

سے یا لکڑی سے یا اور کسی چیز سے یہ سب اسی کلی کے افراد ہیں اور ہر ایک پر قتل کا اطلاق آوےگا چنانچہ آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ صریحہ میں متعدد جگہ لفظ قتل کا ماسوا قتل بالسیف کے دوسرے پر بھی مستعمل و بولا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو :۔

نظیر اول

واذا الموءدة سئلت باى ذنب قتلت	اور جب زندہ درگور کردہ سے سوال کیا جائے گا
(سورة تکویر پ۳۰)	کہ تو کس گناہ میں قتل کی گئی۔

نظیر ثانی

قال یاموسی اترید ان تقتلنی کما	اس شخص نے کہا کہ ای موسی تو یہی چاہتا ہے کہ مجکو
قتلت نفسا بالامس الاية (سورہ قصص پ۲۰)	قتل کرے جیسا کہ ایک شخص کو کل قتل کر چکا ہے۔

نظیر ثالث

فانطلقا حتی اذا لقیا غلاما فقتله قال	پھر دونوں چلے یہانتک جبکہ ایک لڑکے سے ملے
اقتلت نفسا زکیة الاية (سورہ کہف پ۱۵)	تو اُسکو حضرت خضر علیہ السّلام نے قتل کر دیا۔ موسی

علیہ السلام نے فرمایا کیا آپ نے ایک بیگناہ و پاک جان کو قتل کیا۔

ناظرین! یہ حضرت موسی و خضر علیہما السلام کا قصہ ہے جسکو باری تعالیٰ نے نہایت تفصیل و عمدگی سے بیان فرمایا ہے کہ جب یہ دونوں حضرات چلے جا رہے تھے کہ ایک لڑکے کو کھیلتے ہوئے دیکھا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کی گردن توڑ کر قتل اور ہلاک کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے فوراً فرمایا کہ آپ نے کیوں ایک بیگناہ کو قتل کیا۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے:۔

فانطلقا فاذا غلام یلعب مع الغلمان	یعنی یہ دونوں حضرات چلے جا رہے تھے کہ ایک
فاخذ الخضر برأسه من اعلاه فاقتلع	لڑکا جو لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا حضرت خضر علیہ السلام

راسه بیده فقال موسی اقتلت نفسًا زکیّة بغیر نفس الحدیث (بخاری ج۱ ص۲۳)

نے اسکی گردن کو پکڑ کر جدا کر دیا تو پھر موسیٰ نے فرمایا کہ آپ نے ایک بےگناہ کو قتل کیا۔

دیکھئے حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کی گردن توڑ کر ہلاک کر دیا تھا اسپر باری تعالیٰ نے لفظ قتل کا فرمایا کہ جس سے معلوم ہوگیا کہ لفظ قتل عام ہے۔

نظیر رابع

عن انس بن مالك ان یهودیا قتل جاریة علی اوضاح لها فقتلها بالحجر قال فجیء النبی صلی الله علیه وسلم وبها رمق فقال لها اقتلك فلان الحدیث

یعنی ایک یہودی نے کسی لونڈی کو اسکی زیورات کی وجہ سے پتھر سے قتل کر دیا تھا اسمیں کچھ جان باقی تھی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کی گئی تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تجکو فلاں شخص نے قتل کیا ہے۔ الخ

محترم ناظرین! نظائر مذکورہ سے یہ بات معلوم و روشن ہوگئی کہ مفہوم قتل میں معنی اہلاک پائے جاتے ہیں جو ماسوا قتل بالسیف کے ہر طرح کے قتل کو خواہ پتھر سے ہو یا لوہے سے یا لکڑی یا اور کسی دوسری چیز سے سب کو شامل ہے چنانچہ باری عز اسمہ نظیر اول میں زندہ درگور گروہ اور نظیر ثانی میں گھونسے سے مارے ہوئے پر لفظ قتل کا فرمایا ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس قبطی کو گھونسے ہی سے مارا تھا جیسا کہ ارشاد ہے۔

فوکزه موسی فقضی علیه۔

پھر اسکو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھونسا مارا اور اسکا کام تمام کر دیا۔

وعلی ہذا القیاس نظیر ثالث میں حضرت خضر علیہ السلام نے جس لڑکے کی گردن توڑ کر ہلاک کر دیا تھا۔ اسپر باری تعالیٰ نے قتل کا اطلاق کیا۔ و نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نظیر رابع میں مقتولہ بالحجر پر (یعنی پتھر سے قتل کی ہوئی پر)

اقتلك فلان۔

یعنی کیا تجکو فلاں شخص نے قتل کیا ہے۔

ارشاد فرمایا۔ کہ جس سے تمام شبہات و مراحل طے ہوگئے۔ کہ قرآن و حدیث و اقوال فقہاء

وعلماء میں جس جگہ لفظ قتل استعمال کیا گیا ہو اس سے معنی عام مراد ہیں کہ جو ہر طرح کے قتل کو خواہ پتھر سے ہو یا لوہے یا لکڑی یا اور کسی دوسری چیز سے سب کو شامل ہے اور اسی قتل کلی کے یہ تمام افراد ہیں۔ کہ ہر ایک پر قتل کا صدق ضرور بالضرور ہوگا۔ سو اگر ان میں سے کسی کو امام یا حاکم وقت عند الحاجۃ استعمال واختیار کرے گا تو مصیب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مردہ سنت کو زندہ فرما کر حضور علیہ الصلوٰۃ کی روح پر فتوح کو فرحت و مسرت پہونچائیگا لہٰذا ذات بابرکات حضرت امیر غازی **والی افغانستان** ایداللہ بنصرہ نے جو **نعمت اللہ** قادیانی کو بجرم احمدیت قتل بالحجر یعنی **سنگسار** و **پتھراؤ** کرایا تو واقعی اپنے فرض منصبی کو ادا فرما کر قرن صحابہ کی یاد تازہ کر دی اور اقامت حدود الٰہیہ میں مخالفین کی وحشیانہ حرکات وسکنات کی ذرہ برابر پرواہ نہ کی۔ اگرچہ مرزائی امت امیر صاحب کے مقابلے و ضرر رسانی میں ہر ممکن طریقہ کو عمل میں لائی کہ کہیں امریکہ اور یورپ کو آپ کے خلاف آمادہ و تیار کیا۔ اور کہیں دوسری سلطنتوں میں دست بستہ فریاد رس ہوئی اور مسٹر **محمد علی** صاحب امیر جماعت احمدیہ نے بھی رائے عامہ سے اپیل کر کے سخت شور و غوغا برپا کیا۔

الحاصل تاجدار **افغانستان** کے اقامت حدود شرعیہ کی وجہ سے مرزائی امت نے ان کی گزند و ضرر رسانی میں ایڑی وچوٹی کی قوت صرف کر دی اور آپ کے برخلاف تمام سلاطین میں آوازہ بلند کیا۔ لیکن مرزائی امت کو یہ واضح رہے کہ چونکہ والی افغانستان نے قانون خداوندی کی تنفیذ فرمائی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مردہ سنت کو زندہ کیا ہے۔ اسوجہ سے خدائے برتر آپ کا حافظ و ناصر ہے۔ لہٰذا کوئی طاقت وقوت آپ کے مقابلہ میں غالب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ساری خدائی یکطرف و فضل الٰہی یک طرف۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ ذات اقدس امیر غازی اس قانون الٰہی کو ہمیشہ جاری رکھینگے اور مخالفین و مرتدین اسلام کی ہمیشہ اسی طرح سرکوبی فرماتے رہینگے اور خدائے قدوس اس کے عوض میں امیر صاحب ایداللہ بنصرہ کے جان و مال میں ترقی عطا فرمائیں و چشم دشمنان ناہنجار سے محفوظ رکھیں۔ اور قوت الٰہیہ آپ کو اعداء اسلام کے مقابلہ میں ہمیشہ مظفر و منصور فرمائے۔ اور دن دونی و رات چوگنی آپ کی عزت

وسلطنت میں زیادتی بخشے آمین ثم آمین ۔ ؎

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

اب میں آپ حضرات سے جدا ہوتا ہوں اور اس بات کو جانتا ہوں کہ قادیانی امت اس کے عوض میں مجھکو گالیاں دیگی کیونکہ ؎

اُن کو آتا ہے پیار پر غصّہ
ہم کو غصّہ پہ پیار آتا ہے

؎

تم جبر کئے جاؤ ہم صبر کئے جائیں   اللہ تو منصف ہے اللہ ہی جزا دیگا

لیکن جناب باری میں میری یہی التجا ہے کہ خداوندا تمام مسلمانوں کو فتنہائے قادیان سے محفوظ فرما۔ اور قادیانی اُمت کو توفیق ہدایت بخش۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ٭ فقط۔

کتبہ

العبد المفتقر الی رحمۃ ربہ المنان نور محمد خاں سلطانپوری غفرلہ
ولوالدیہ ولاستاذیہ اجمعین
خادم انجمن ہدایت الرشید مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ

اندراج نمبر	۳۳۵۲۱
[illegible] نمبر	الف ۲۵

تقریظ

از

مجمع الکمالات والبرکات حضرت الفقیہ المتفقہ الاستاذ العلام المولانا الحافظ الحاج المولوی عبد اللطیف

شیخ الحدیث و صدر المدرسین بمظاہر علوم سہارنپور ادام اللہ فیوضہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ **امّا بعد** میں نے اس رسالہ "**دفع الالحاد عن حکم الارتداد**" کو اول سے آخر تک بغور سنا عزیزم مولوی نور محمد خاں سلمہ سلطانپوری نے نہایت خوبی کے ساتھ مسئلہ قتل مرتد کو نقول و نصوص سے ثابت کیا ہے اور نیز مسئلہ کفر مرزا قادیانی کو ان کی تحریرات سے بے نقاب کیا ہے۔ حق تعالیٰ اس رسالہ کو مخالفین کے لئے مشعلِ راہ ہدایت بنائیں اور عزیزم سلمہٗ کی عمر و علم میں ترقی عطا فرمائیں۔ فقط

عبد اللطیف عفا اللہ عنہ

صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

۳ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۴۳

شائقینِ علمِ حدیث کو مژدہ

علمِ حدیث کے دلدادہ اس سے ناواقف نہیں کہ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہ العالی ناظم مدرسہ عالیہ عربیہ مظاہر علوم سہارنپور نے اپنے اُن قیمتی اوقات کو جو ایک شیخ وقت کے ہوتے ہیں شرح ابوداؤد میں مشغول فرمایا ہے آج طلبائے حدیث میں اسکی اسقدر کافی شہرت ہو چکی ہے کہ مزید توضیح کی ضرورت نہیں۔ مشتاقان حدیث ایک عرصہ سے اُسکے انتظار میں سراپا چشم بنے ہوئے ہیں۔

الحمدللہ کہ اس کی (جلد اول) طیار ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ اس شرح کا نام "بذل المجہود" رکھا گیا ہے۔ بذل المجہود جلد اول میں علاوہ حل حدیث بیانِ مذاہب تحقیق لغات تنقیح الفاظ مطلب کے ایک خاص بات یہ ہے کہ ہر ہر راوی سے خاص طور پر بحث کیگئی اور جو راوی مکرر آتا ہے اُسپر اس صفحہ کا ہندسہ ڈالدیا گیا۔ جسمیں اُسکا مفصل بیان گذرا ہے۔

الغرض یہ شرح اپنی انوکھی خصوصیات کی بنا پر خود ہی اپنی نظیر ہے، ابو داؤد کی کوئی ایسی جامع شرح آجتک کسی نے نہیں لکھی۔ اس سے چونکہ کوئی نفع کمانا مقصود نہیں اسلئے اسکی ضخامت کے اعتبار سے اسکی قیمت نہایت ہی کم رکھی گئی یعنی ۱۵ انچ لانبی، ۰ انچ چوڑی تقطیع پر تقریباً چار سو صفحہ کی ضخامت کے باوجود جو ابواب صفۃ الصلوۃ تک ہوگئی بشرح ذیل قیمت تجویز ہوئی ہے۔ عمدہ سفید کاغذ سے؏ بادامی کاغذ سہ؏ ۔ سپر سفید کاغذ سے،

چونکہ حضرت مؤلف دام مجدہم نے یہ شرح مدرسہ کو مرحمت فرما دی ہے۔ اسلئے اسکی خریداری میں صرف یہی نہیں کہ قیمتی جواہر چند کوڑیوں میں حاصل ہوں گے۔ بلکہ مدرسہ کی اعانت کا بڑا اجر حاصل ہوگا، اہلِ ثروت حضرات اگر خرید کر اپنے مخلص دوستوں کو جو خود نہیں خرید سکتے بطور ہدیہ کے مرحمت فرمائیں گے تو وہ بھی دونوں اجروں سے مالامال ہوں گے۔ اسکے زیادہ نسخے طبع نہیں ہوئے۔ اسلئے نہایت عجلت کی ضرورت ہے ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ جلد ثانی بھی زیر طبع ہے۔ جو عنقریب شائع ہونے والی ہے۔

نوٹ:۔ تاجران کتب اور زیادہ مقدار کے خریدار بذریعہ خط و کتابت معاملہ طے فرمائیں۔

المشتہر (مولوی) عنایت الٰہی مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (یوپی)